سورۃ یوسف

Chapter 12 — Joseph, the prophet

آیات 111

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

الٓرٰ ۟ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ۟﴿۱﴾

1-ال ر یعنی اللہ علیم و رحیم یعنی اللہ وہ جو لامحدود علم کا مالک ہے اور سنورنے والوں کی بتدریج مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (اس کا فرمان ہے کہ) یہ احکام و قوانین ایسے ضابطۂ حیات کے ہیں جو بالکل واضح ہے (اور جس میں کوئی اضطراب و شک والی بات نہیں، 2/2)۔

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۲﴾

2- (اور) اگر تم تحقیق کرو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ ہم نے قرآن کو نازل کیا جو فصاحت سے لبریز ہے یعنی قرآن حقائق کو صاف صاف پیش کرنے والا ہے تا کہ تم سمجھ بوجھ سے کام لے سکو۔

نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَيۡكَ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ بِمَاۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ ۖ وَاِنۡ كُنۡتَ مِنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ الۡغٰفِلِيۡنَ ﴿۳﴾

3-(اور، اے رسولؐ!) ہم اس قرآن کو تم پر وحی کے ذریعے نازل کر کے تم سے وہ قصے بہترین طریقے سے بیان کرتے ہیں جن سے اس سے پہلے یقیناً تم بے خبر تھے۔ (انہی داستانوں میں سے ایک یوسفؑ کی داستان ہے جسے اب بیان کیا جاتا ہے)۔

اِذۡ قَالَ يُوۡسُفُ لِاَبِيۡهِ يٰۤاَبَتِ اِنِّىۡ رَاَيۡتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوۡكَبًا وَّالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ رَاَيۡتُهُمۡ لِىۡ سٰجِدِيۡنَ ﴿۴﴾

4-(اس داستان کا آغاز اس وقت سے ہوتا ہے) جب یوسف نے اپنے باپ (یعقوبؑ) سے کہا! کہ اے میرے والد! مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے (خواب) میں دیکھا کہ گیارہ ستارے ہیں اور چاند و سورج ہیں اور یہ سب کے سب میرے سامنے جھکے ہوئے ہیں۔

قَالَ يٰبُنَىَّ لَا تَقۡصُصۡ رُءۡيَاكَ عَلٰۤى اِخۡوَتِكَ فَيَكِيۡدُوۡا لَكَ كَيۡدًا ؕ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ﴿۵﴾

5-(باپ نے) کہا! اے میرے بیٹے! اس خواب کو اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا (جو سوتیلے تھے 12/59) ورنہ وہ تیرے خلاف کسی منصوبے کی خفیہ تدبیریں کرنے لگ جائیں گے کیونکہ تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ شیطان انسان کا

کھلا کھلا دشمن ہے (یہاں تک کہ وہ بھائی کو بھائی کا ہی بیری بنا دیتا ہے)۔

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۶ ع

ع 1 6 11

6-اور (مجھے نظر آ رہا ہے کہ) تمہارا رب تمہیں (کسی عظیم مقصد کے لئے) منتخب کرے گا اور تجھے ایسی فراست و آگاہی عطا کرے گا کہ تمہاری نگاہ معاملات کے انجام تک فوراً پہنچ جایا کرے گی اور وہ تجھے ایسی نعمت عطا کرے گا جس سے یعقوب کا گھرانہ (سرفراز ہو جائے گا) اور اس پر یہ عنایت یوں پوری ہو جائے گی جس طرح اس نے اس سے پہلے تمہارے آباء واجداد ابراہیم اور اسحاق پر اس (نعمت) کو پورا کیا تھا۔ اور اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ تمہارا پروردگار لامحدود علم والا ہے اور وہ حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۷

7-اور تحقیق کرنے والے یہ بھی جانتے ہیں کہ یوسف اور اس کے بھائیوں (کی داستان) میں ان لوگوں کے لئے سبق آموز حقائق ہیں جو اپنے آپ کو ان کا ضرورت مند سمجھتے ہیں۔

اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِۚ ۸

8-اُس وقت (یہ بات ایک حسد سے چلی جس میں یوسفؑ کے سوتیلے بھائی) آپس میں کہا کرتے تھے! کہ (یہ عجیب بات ہے کہ) ہمارا باپ ہماری نسبت یوسف اور اس کے (حقیقی) بھائی سے زیادہ محبت کرتا ہے حالانکہ ہمارا جتھا بڑا ہے اس لئے ہماری طاقت بھی زیادہ ہے۔ لہٰذا، اس طرف سے ہمارا باپ یقیناً واضح طور پر غلطی کر رہا ہے۔

اِۨقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۹

9-(چنانچہ انہوں نے باہمی مشورہ کیا کہ اس مصیبت کا حل یہ ہے کہ) تم یوسف کو قتل کر ڈالو یا اسے کسی دُور دراز جگہ پھینک دیا جائے تاکہ اس کے بعد باپ کی ساری توجہ ہماری طرف مبذول ہو جائے اور اس کے بعد ہم سنور نے سنوارنے والی جماعت بن جائیں گے۔

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۱۰

10-ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا! کہ تم یوسف کو قتل مت کرو (اور اگر تم نے اس کے خلاف ضرور کچھ کرنا ہی ہے تو) اسے کسی گہرے کنویں میں ڈال دو۔ کوئی راہ گیر قافلہ ادھر سے گزرتا ہوا اسے نکال کر لے جائے گا اور اگر تم نے کچھ

کرنا ہے (تو یوں کرو کیونکہ اس طرح تمہارا مقصد حاصل ہو جائے گا)۔

قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾

11-(چنانچہ اس منصوبے کو سب نے پسند کیا اور) وہ (باپ کے پاس آ کر) کہنے لگے کہ اے ہمارے باپ! یہ کیا بات ہے کہ آپ یوسف کے معاملہ میں ہم پر اعتماد نہیں کرتے (اور اسے ہمارے ساتھ کہیں آنے جانے نہیں دیتے) حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں۔

اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾

12-(اور ہم کل باہر جا رہے ہیں اس لئے) اسے بھی ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ یہ کھائے پئے، کھیل تفریح کرے اور ہم سب یقیناً اس کی حفاظت کریں گے۔

قَالَ اِنِّیْ لَيَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾

13-باپ نے کہا! کہ (بے اعتمادی کی بات نہیں) مجھے خطرہ ہے کہ تم اسے (جنگل میں سیر و تفریح کے لئے) ساتھ لے جاؤ اور مجھے خوف ہے کہ تم ذرا سی غفلت برتو، تو اسے بھیڑیا کھا جائے۔

قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

14-انہوں نے کہا! (آپ بھی کمال کرتے ہیں)۔ اگر ہمارے اتنے بڑے جتھے کی موجودگی میں بھی اسے بھیڑیا کھا گیا (تو حیف ہے ہمارے جینے پر)۔ اس کے تو یہ معنی ہوں گے کہ ہم بالکل ہی گئے گزرے ہیں۔

فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْۤا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾

15-چنانچہ وہ یوسف کو ساتھ لے گئے اور سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ اسے گہرے کنویں میں ڈال دیا جائے۔ (عین اس وقت جب وہ یوسفؑ کو کنویں میں گرا رہے تھے) تو ہم نے اسے وحی کے ذریعے بتا دیا کہ (تم بالکل نہ گھبراؤ۔ تم صحیح و سلامت رہو گے۔ اور اس کے بعد ایک دن ایسا آئے گا کہ) تم انہیں بتاؤ گے کہ انہوں نے تمہارے ساتھ کیا کیا تھا اور ان کی سمجھ میں نہیں آئے گا (کہ تم زندہ کیسے رہ گئے اور اس مقام تک کیسے پہنچے)۔

وَجَآءُوْۤ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ؕ

16-اور (یوسفؑ کو کنویں میں ڈال دینے کے بعد) وہ رات کو اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے۔

قَالُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾

الثلثة

17-(اور) انہوں نے کہا! اے باپ ہمارے! حقیقت میں ہم (جنگل) میں گئے تو یوسف کو سامان کے پاس چھوڑ گئے اور ہم دوڑ (میں مصروف ہو گئے کہ دیکھیں کہ کون آگے نکلتا ہے مگر اتنے میں ایک) بھیڑیا یوسف کو کھا گیا۔ (لیکن ہم جانتے ہیں کہ خواہ) ہم کتنے ہی سچے کیوں نہ ہوں آپ ہماری بات کا یقین نہیں کریں گے (لیکن واقعہ یہ ہے جو ہم نے آپ سے بیان کر دیا ہے)۔

وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

18-اور وہ یوسف کے کرتے پر جھوٹ موٹ کا خون لگا کر بھی ساتھ لے آئے۔ (باپ نے داستان کو سن کر اور کرتے کو دیکھ کر) کہا کہ! یوسف کو بھیڑیے نے نہیں کھایا بلکہ یہ سب تم لوگوں نے (اپنی طرف سے کہانی) بنا لی ہے۔ بہر حال، میرے لئے یہی بہتر ہے کہ میں (ہمت سے کام لوں) اور ثابت قدم رہوں (اور گھر کا شیرازہ بکھرنے نہ دوں) اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس پر اللہ سے مدد مانگوں۔

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾

19- مگر (اُدھر ایسا ہوا کہ جنگل میں) ایک قافلہ آیا انہوں نے اپنے پانی بھرنے والے آدمی کو (پانی کی تلاش میں) بھیجا۔ (وہ اس کنویں پر پہنچا اور اس میں) اپنا ڈول لٹکا دیا۔ (نیچے سے یوسفؑ نے آواز دی۔ اس نے کنویں میں جھانکا تو دیکھا وہاں ایک لڑکا ہے۔ اس نے قافلے کے دوسرے افراد کو آواز دی اور) کہا کہ ایک خوشخبری سنو! (کہ کنویں سے) ایک لڑکا ملا ہے۔ انہوں نے اسے پونجی سمجھ کر چھپا کر رکھ لیا (کہ کہیں دُور لے جا کر فروخت کر دیں گے)۔ حالانکہ جو کچھ وہ کر رہے تھے وہ سب اللہ کو معلوم تھا۔

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ ع 2 14 12

20-اور (قافلہ والوں نے یوسفؑ کو مصر کے بازار میں جیسا کہ غلاموں کی خرید و فروخت ہوا کرتی تھی) معمولی سی قیمت پر جو چند درہموں سے زیادہ نہ تھی، بیچ ڈالا۔ انہوں نے (اس کی فروخت میں) بے رغبتی سے کام لیا (اس لئے کہ ایک تو انہیں یہ مال مفت ملا تھا اور دوسرے انہیں خیال ہو گا کہ اس کا کوئی دعویدار نکل آیا تو مشکل ہو جائے گی)۔

وَقَالَ الَّذِى اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِىْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ ۫ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾

21-اور جس شخص نے (یوسفؑ کو) مصر سے خریدا تھا وہ (اسے اپنے گھر لے آیا اور) اپنی بیوی سے کہنے لگا! کہ (اس لڑکے کے ساتھ عام غلاموں کا سا برتاؤ نہ کرنا بلکہ) اسے عزت کے ساتھ رکھنا (کیونکہ اس کے چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی اچھے گھرانے کا لڑکا ہے اس لئے) ہوسکتا ہے کہ یہ ہمارے لئے کسی فائدے کا موجب بن جائے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں۔ چنانچہ اس طرح ہم نے سرزمینِ (مصر) میں یوسف کے پاؤں جما دیے۔ (اور ایسا انتظام کردیا کہ جس میں) ہم اس کی تعلیم و تربیت کردیں تاکہ اس میں (معاملہ فہمی اور واقعات سے صحیح نتائج اخذ کرنے اور خواب) کی باتوں کی تعبیر (کی صلاحیت پیدا ہوجائے) اور اللہ اپنے کاموں کو کامیاب بنا کر رہتا ہے لیکن اکثر انسان سمجھتے نہیں (کہ ایسا کیوں اور کس طرح ہو رہا ہے)۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝

22-چنانچہ جب یوسف (علم و تربیت پا کر) جوان ہوا تو ہم نے اسے حکمرانی کے سلیقے اور علم و بصیرت عطا کردی۔ بہرحال، زندگی کے حسن و توازن میں اضافہ کرنے کی تگ و دو میں مصروف رہنے والوں کو ہم اسی طرح صلہ دیا کرتے ہیں۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِىْ هُوَ فِىْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّىْۤ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

23-اور جس عورت کے گھر میں یوسف رہتا تھا اس نے ان کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا اور دروازے بند کرکے کہنے لگی! (یوسفؑ) جلدی آؤ۔ یوسف نے کہا! کہ معاذ اللہ! (مجھ سے ایسی بات کبھی نہیں ہوسکتی)۔ حقیقت میں میرے پروردگار نے مجھے (سیرت و کردار کے بلند) اور حسین مقام پر پہنچا دیا ہے (اور کہا کہ تم مجھے اس مقام سے نیچے گرانا چاہتی ہو؟ بہرحال، ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا)۔ کیونکہ اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ جو لوگ دوسروں کے حقوق میں کمی کر کے یا ان سے انکار کرکے زیادتی و بے انصافی کے مجرم ہوتے ہیں وہ کبھی حقیقی کامیابی و کامرانی حاصل نہیں کرسکتے۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝

24- مگر حقیقت میں اس عورت نے یوسف کے ساتھ (غیر اخلاقی کام کرنے کا) تہیہ کر رکھا تھا۔ اور اگر یوسف کے سامنے اپنے رب کی اخلاقی قدر نہ ہوتی تو وہ بھی اس پر آمادہ ہو جاتا۔ (چنانچہ اس آزمائش میں وہ ثابت قدم رہا) تو یوں ہم نے اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیا کیونکہ تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ وہ ہمارے ان بندوں میں سے تھا جو

اپنے آپ کو صرف ہمارے احکام کے پابند رکھتے ہیں۔

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَّأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۚ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوٓءًا إِلَّآ أَنْ يُّسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٥﴾

25-اور (پھر یوں ہوا کہ) دونوں دروازے کی طرف بھاگے (یوسفؑ دروازے کی طرف بھاگا کہ کسی طرح باہر نکل جائے، اور عورت اس کے پیچھے بھاگی کہ اسے نکلنے نہ دے)۔اس نے پیچھے سے یوسف کا کرتہ (پکڑ لیا۔لیکن یوسفؑ تیزی سے آگے بڑھ گیا اور اس کا کرتہ پیچھے سے) پھٹ گیا۔(یوسفؑ نے لپک کر دروازہ کھولا)۔دونوں نے دروازے کے پاس (دیکھا کہ) عورت کا خاوند کھڑا ہے۔(اس عورت نے فوراً بات بنالی اور اپنے خاوند سے کہا کہ) جو شخص تمہاری بیوی سے بدکاری کا ارادہ کرے تو اس کی کیا سزا ہو سکتی ہے سوائے اس کے کہ اسے قید کر دیا جائے یا (اس سے بھی زیادہ) کوئی الم انگیز سزا دی جائے!

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَّفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا ۚ إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِينَ ﴿٢٦﴾

26-یوسف نے کہا! (یہ جھوٹ ہے۔واقعہ اس کے برعکس ہے کیونکہ میں نے دست درازی نہیں کی بلکہ) اس نے مجھے میرے نفس (کی پاکیزگی) سے ہٹانا چاہا۔اور (اس دوران بات آگے بڑھی تو) انہی کے لوگوں میں سے ایک نے گواہی دی کہ اگر اس کی قمیض آگے سے پھٹی ہوئی ہے تو وہ سچی ہے اور وہ (یوسفؑ) جھوٹوں میں سے ہے۔

وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ﴿٢٧﴾

27-اور اگر اس کی قمیض پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے تو وہ (عورت) جھوٹی ہے اور وہ (یوسفؑ) سچوں میں سے ہے۔

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۖ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ﴿٢٨﴾

28-چنانچہ جب قمیض کو دیکھا گیا تو پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی۔(اس سے واضح ہو گیا کہ یوسفؑ سچا ہے اور عورت جھوٹی)۔اس پر اس عورت کے خاوند نے (بیوی سے) کہا! کہ حقیقت میں تم (جیسی) عورتیں واقعی بڑی مکار ہوتی ہیں۔

يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۜ وَاسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ ۖ إِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِينَ ﴿٢٩﴾

ع 3/9/13

29-(بہر حال، اس عورت کے خاوند نے) یوسف سے کہا کہ درگزر کرو (اور اس واقعہ کو بھول جاؤ مگر اپنی بیوی سے کہا کہ تم یوسفؑ سے اپنے قصور کی) معافی مانگو کیونکہ حقیقت یہی ہے کہ تم خطا کاروں میں سے ہو (یعنی گناہ تمہارا ہی ہے)۔

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهِ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۖ إِنَّا لَنَرٰهَا فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٣٠﴾

30- مگر (جب اس واقعہ کا چرچا ہوا) تو شہر کی عورتوں (میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں)۔ انہوں نے کہا! کہ عزیز کی بیوی نے اپنے غلام پر ڈورے ڈالنے شروع کر دیئے ہیں اور وہ واقعی اس کی محبت میں دیوانی ہو رہی ہے (اس لئے اس نے جو طریقہ اختیار کرلیا ہے) وہ ہمیں نظر آتا ہے کہ واضح طور پر غلط ہے۔

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾

31- چنانچہ جب اس (عزیز کی بیوی) نے ان کی ایسی مکر باتیں سنیں (تو اس نے ایک دعوت کا اہتمام کر کے) انہیں بلا بھیجا اور ان کے لئے مسندیں بچھا دی گئیں اور (پھل تراشنے کے لئے) ہر ایک کو ایک ایک چُھری دے دی گئی۔ پھر اس نے یوسف سے کہا! کہ ان کے سامنے باہر آ ؤ۔ اور جب عورتوں نے اسے دیکھا تو اس کے (حسن) کے کمال (نے انہیں اس قدر متاثر کیا کہ اسے دیکھ کر انہوں نے پھل تراشنے کی بجائے) اپنے ہاتھ کاٹ لئے (یعنی اپنے ہاتھ زخمی کر لیے) اور بے ساختہ بول اٹھیں کہ سبحان اللہ! یہ انسان نہیں، واقعی کوئی واجب التکریم فرشتہ ہے۔

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

32- (تب عزیز کی بیوی نے) کہا! یہی ہے وہ جس کے بارے میں تم مجھے طعنے دیتی تھیں۔ اور میں نے واقعی اسے اس کے ارادے سے پھیرنے کے لئے سب کچھ کر دیکھا لیکن اس نے اپنے آپ کو ہر لحاظ سے روک کر رکھا۔ اور اگر اب بھی اس نے وہ نہ کیا جو میں کہتی ہوں تو اسے ضرور قید کرا کر رہوں گی اور اسے ذلیل وخوار ہونا پڑے گا۔ (اس لئے کہ اب ثبوت موجود ہے کہ اس نے تم پر بھی ہاتھ ڈالا تھا اور اس کی مدافعت میں تمہارے ہاتھ زخمی ہو گئے)۔

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾

33- (یوسفؑ اب اچھی طرح دیکھ چکا تھا کہ ان عورتوں کے ارادے کیا ہیں چنانچہ اس نے فیصلہ کرلیا کہ وہ قید کی مصیبتیں برداشت کر لے گا لیکن اپنی سیرت کو داغدار نہیں ہونے دے گا چنانچہ) اس نے دُعا کی کہ اے میرے پروردگار! جس بات کی طرف مجھے یہ بلاتی ہیں اس کے مقابلہ میں مجھے قید میں جانا زیادہ پسند ہے۔ (میرے پروردگار مجھے ہمت دے کہ میں ثابت قدم رہوں) کیونکہ اگر تُو ان کے فریب کو نہ ہٹائے گا اور میں (ان کے فریب میں آ کر) ان کی طرف مائل ہو

گیا تو میرا شمار ان میں ہو جائے گا جو سچائیوں کو پہچانتے ہی نہیں (جھلین)۔

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۳۴

34- سو اس کے پروردگار نے اس کی دُعا کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا اور اس پر (ان عورتوں کے) مکر و فریب کا کوئی اثر نہ ہوا (اور وہ اسے اپنی طرف مائل کرنے میں ناکام رہیں) کیونکہ اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ اللہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

ع 4 6 14

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ۝۳۵ۧ

35- (یوں ناکام رہنے کے بعد، ان عورتوں نے یوسفؑ کے خلاف جھوٹا مقدمہ کھڑا کر دیا)۔ مگر باوجود اس کے کہ جو (یوسفؑ کے حق میں) ناقابلِ تردید ثبوت سامنے آئے اور جن کا وہ مشاہدہ بھی کر چکے، انہوں نے (یعنی فیصلہ کرنے والوں نے، اعلیٰ طبقے کے خوف سے جس سے ان عورتوں کا تعلق تھا یوسفؑ کو) ایک مدت تک کے لئے قید کی سزا دے دی۔

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّىْٓ اَرٰىنِىْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّىْٓ اَرٰىنِىْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِىْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۳۶

36- اور یوسف کے ساتھ دو اور نوجوان بھی قید میں داخل ہوئے۔ (ایک دن) ان میں سے ایک نے کہا! کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے! کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں عقل پر پردہ ڈالنے والی شے (یعنی شراب کے لئے انگور) نچوڑ رہا ہوں۔ دوسرے نے کہا! مجھے بھی اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے! کہ میں اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں اور پرندے انہیں کھا رہے ہیں۔ آپ ہمیں بتائیں! کہ ان کی تعبیر کیا ہے کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ تم واقعی ان میں سے ہو جو کسی کی ضرورت کے مطابق عدل سے بڑھ کر دیتے ہیں اور زندگی کے حسن و توازن میں اضافہ کرنے کی تگ و دو میں مصروف رہتے ہیں۔

قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۳۷

37- (یوسفؑ نے نوجوانوں کو توحید کا پیغام دینے کے لئے اس موقع کو بہتر جانا کیونکہ اس وقت وہ اس کی بات پوری توجہ سے سننے کے لئے بیتاب تھے) چنانچہ اس نے ان سے کہا! کہ میں تمہارے کھانے کے وقت سے پہلے تمہارے خوابوں کی تعبیر بتا دوں گا۔ (لیکن پہلے یہ تو سن لو کہ میں کون ہوں اور میرا پیغام کیا ہے)۔ یہ کہ میں جو کچھ (کہتا ہوں اپنی طرف

سے نہیں کہتا بلکہ اس علم کی بناء پر کہتا ہوں) جو میرے رب نے مجھے سکھایا ہے۔ (لہٰذا سب سے پہلے تم یہ سن لو) کہ حقیقت یہ ہے کہ میں نے ایسی قوم کے مسلک کو ترک کر رکھا ہے جو نہ اللہ کو اور نہ ہی آخرت کو تسلیم کرتی ہے کیونکہ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے سرکشی اختیار کیے رکھتے ہیں۔

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

38-اور ابراہیم واسحاق ویعقوب جو میرے آباؤ اجداد ہیں (تم نے ان کا نام تو سنا ہوگا اور میں انہی کی اولاد میں سے ہوں) اور انہی کے مسلک کا پیروکار ہوں۔ ہم کسی کو اللہ جیسا جان کر اور اللہ پر بھروسہ کم کر کے اس کے اختیارات میں کسی کو بھی شریک نہیں کرتے (اور اس سچائی کو تسلیم کر کے اس پر چل پڑنا حقیقت میں) اللہ کا بہت بڑا افضل ہے جو اس نے ہم پر اور دوسرے انسانوں پر کیا ہے (جو کہ اسی مسلک کے پیروکار ہیں) لیکن بہت سے انسان (اس سچائی کی) قدر نہیں کرتے۔

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ؕ﴿۳۹﴾

39-(اور) اے میرے قید کے دونوں ساتھیو (توحید کے اس نکتہ کو میں تمہیں ایک اور انداز سے سمجھاتا ہوں کہ ایک شخص صرف ایک آقا کا غلام ہے یعنی وہ غلام صرف) ایک اللہ کا ہے جو ہر قسم کے اختیارات کا مالک ہے (اور دوسرا شخص بیک وقت) کئی آقاؤں (کا غلام ہے۔ ذرا سوچو! کہ کس کی زندگی اچھی طرح سے گزرے گی) اور کون بہتر ہے؟

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾

40-(بس یہی صورت ایک اللہ کی اطاعت اختیار کرنے والوں کی اور ان کے مقابلے میں کئی خداؤں کو ماننے والوں کی ہے)۔ اور تم لوگ جو مختلف خداؤں کے سامنے جھکتے ہو (تو کیا کبھی غور کیا کہ ان کی حقیقت اور اصلیت کیا ہے۔ ان کی حقیقت بس اتنی ہے کہ یہ) محض چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے رکھ چھوڑے ہیں کیونکہ اللہ نے ان کے لئے کوئی سند نازل نہیں کی ہے۔ (یاد رکھو کہ) سارے اختیارات کا مالک صرف اللہ ہے اور یہ اسی کا حکم ہے کہ اس کے سوا کسی کی پرستش واطاعت اختیار نہ کی جائے کیونکہ یہی ہے قائم رہ جانے والا سچا طریقۂ زندگی لیکن اکثر انسان اس کا علم نہیں رکھتے۔

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ ؕ﴿۴۱﴾

41-(یہ آگاہی دینے کے بعد یوسفؑ نے ان سے کہا کہ اب سنو اپنے خوابوں کی تعبیر) تو اے میرے قید خانے کے دونوں ساتھیو! تم میں سے ایک (جس نے دیکھا کہ وہ انگور نچوڑ رہا ہے) تو وہ بہر حال، اپنے آقا کو عقل ڈھانپنے والا رس پلایا کرے گا اور دوسرا سولی پر چڑھا دیا جائے گا جہاں سے پرندے اس کا سر (نوچ نوچ) کر کھائیں گے۔ تم نے جن (خوابوں) کے متعلق مجھ سے پوچھا ہے (ان کی تعبیر یہ ہے اور تعبیر کیا! بس یوں سمجھو کہ) یہ قطعی فیصلہ ہے۔

وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ٘ فَاَنْسٰىهُ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ۠ﳁ

ع 5 7 15

42-اوران میں سے جس کے متعلق (یوسفؑ) کا اندازہ یہ تھا کہ وہ چھوٹ جائے گا (اس سے یوسفؑ نے کہا کہ) تم جب اپنے آقا کے پاس جاؤ تو اس سے ان باتوں کا ذکر ضرور کرنا (جو میں نے تم سے کی ہیں چنانچہ وہ رہا ہو گیا)۔ لیکن شیطان نے اسے بھلا دیا! کہ وہ اپنے آقا کے پاس اس کی بات کرے۔ (نتیجہ یہ ہوا کہ یوسفؑ) کئی برس تک قید خانے ہی میں رہا۔

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ١ؕ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَﳂ

43-اور (ایک دن) بادشاہ نے کہا! (کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ) میں نے (خواب) میں دیکھا ہے کہ سات موٹی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی پتلی (گائیں) نگل رہی ہیں اور سات خوشے ہرے ہیں اور (سات) سوکھے ہوئے۔ اس نے اپنے درباریوں سے کہا! کہ اگر تم خوابوں کی تعبیر بتا سکتے ہو تو بتاؤ کہ میرے خواب کی تعبیر کیا ہے؟

قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ١ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَﳃ

44-انہوں نے کہا (یہ خواب نہیں) محض پریشاں خیالی ہے۔ اور اس قسم کی پریشاں خیالیوں کی تعبیر ہم نہیں جانتے۔

وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِﳄ

45- مگر ان دو (قیدیوں) میں سے جس نے رہائی پائی تھی اسے (اس خواب کے سلسلہ میں یوسفؑ کی) مدت کے بعد یاد آ گئی اس نے کہا! (مجھے قید خانے میں) جانے دو۔ میں تمہیں اس خواب کی تعبیر بتا دوں گا۔

یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ١ۙ لَّعَلِّیْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَﳅ

46-(چنانچہ وہ قید خانے میں آیا اور کہا کہ) اے یوسف! اے سچے (تعبیر بتانے والے) ہمیں اس خواب کی تعبیر بتاؤ

کہ سات موٹی گائیں جنہیں سات دبلی پتلی گائیں نگل رہی ہیں اور سات خوشے سبز ہیں اور دوسرے سات (خوشے) خشک ہیں تاکہ میں (اس کی تعبیر) کو ان لوگوں تک واپس لے کر جاؤں اور (وہ اس سے تمہاری قدر و قیمت) پہچان لیں گے۔

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾

47-(یوسفؑ نے اس سے ایک حرفِ شکایت کہے بغیر کہ تم نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا) کہا! (کہ میں تمہیں اس خواب کی تعبیر بھی بتاتا ہوں اور وہ تدبیر بھی جس سے تمہارا ملک اس آنے والی تباہی سے بچ جائے گا۔ لو سنو) تم لوگ سات سال تک خوب محنت سے کھیتی باڑی کرو۔ اور جب فصل کاٹو تو سوائے اتنے غلے کے جو تمہارے کھانے کے کام آئے، باقی (اناج) خوشوں کے اندر ہی رہنے دو (تاکہ وہ محفوظ رہے اور یوں تم اناج بچاتے جاؤ)۔

ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾

48- پھر اس کے بعد سات سال ایسے آئیں گے جو (قحط سالی کی وجہ سے) سخت مصیبت کے ہوں گے۔ (اس قحط سالی کے زمانے میں) وہ سارا غلہ تمہارے کام آئے گا جسے تم نے ذخیرہ کر رکھا ہوگا اور اس میں سے بھی اتنا (ضرور) بچا رکھنا (جو بیج کے کام آئے)۔

ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ ع 6/7/16

49- کیونکہ اس کے بعد جو سال آئے گا اس میں عام بارش ہوگی (اناج بھی بافراط پیدا ہوگا اور پھل بھی) جن کا رس انسان نچوڑیں گے۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ﴿۵۰﴾

50-(جب اس شخص نے یہ تعبیر اور تدبیر عزیز تک پہنچائی تو وہ دنگ رہ گیا) اور اس صاحبِ اختیار شخص نے کہا! کہ اس (قیدی) کو میرے پاس لاؤ (جس نے تعبیر اور تدبیر بتائی ہے)۔ چنانچہ جب (عزیز جو وہاں کا رئیس تھا) کا قاصد یوسف کے پاس آیا (اور اسے قید سے نکلنے کے لئے کہا! تو یوسفؑ نے) کہا! (کہ میں اس طرح عزیز کے رحم کی بنیاد پر قید سے نہیں نکلنا چاہتا)۔ تم واپس اپنے آقا کے پاس جاؤ اور اس سے کہو! کہ (وہ میرے مقدمے کی از سرِ نو تحقیق کرائے تاکہ یہ واضح ہو جائے) کہ عورتوں کے ہاتھ کاٹ لینے کا ماجرا کیا تھا اور ہر تحقیق گواہ رہے گی کہ وہ کتنا بڑا فریب تھا (جو مجھے پھنسانے کے لئے کیا گیا۔ اس وقت تو اس) کا علم صرف میرے پروردگار کو ہے (لیکن مقدمہ کی تحقیق کے بعد، اس کا علم ہو جائے گا کہ

قصور کس کا تھا۔ اگر میں اس طرح بے گناہ ثابت ہو گیا تو پھر قید خانہ سے باہر آؤں گا)۔

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ قَالَتِ امْرَاَةُ الْعَزِيْزِ الْــٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۡ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۵۱

51-(چنانچہ عزیز نے اس مقدمہ کی خود تحقیق کی اور ان عورتوں سے کہا! کہ سچ سچ بتاؤ) جب تم نے یوسف کو اس کے نفس (کی پاکیزگی پر قائم رہنے کے) ارادے سے پھیرنا چاہا تھا تو اس وقت کیا بات پیش آئی تھی؟ انہوں نے کہا! اللہ ہمیں اپنی حفاظت میں لے لے (اصل بات یہ ہے کہ) ہم نے (یوسفؑ) میں کوئی بُرائی کی بات نہیں دیکھی تھی۔ (یہ بالکل بے گناہ تھا۔ یہ سن کر) عزیز کی بیوی نے کہا! کہ اب حقیقت اس طرح بے نقاب ہو ہی گئی ہے (تو مجھے اس کا اقرار کر لینا چاہیے کہ وہ) میں ہی تھی جس نے یوسف کو پھسلانا چاہا تھا اس لئے (یوسفؑ اپنے بیان میں) بالکل سچا ہے۔

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّىْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَاۗىِٕنِيْنَ ۝۵۲

52-(یوسفؑ نے کہا! میں نے نئے سرے سے) یہ بات اس لئے جاننے (کی کوشش کی ہے تاکہ عزیز کو یقین ہو جائے) کہ میں نے اس کی پیٹھ پیچھے، اس کی (امانت میں) خیانت نہیں کی تھی۔ اور یہ حقیقت ہے کہ خیانت کرنے والوں کے فریب کی اللہ رہنمائی نہیں کرتا۔

(نوٹ: لفظ عزیز کا مادہ (ع ز ز) ہے۔ اس کے بنیادی مطالب ہیں قوت۔ شدت۔ غلبہ۔ جب یہ لفظ اللہ کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اِس کا مطلب ہے لامحدود غلبے والا۔ حضرت یوسفؑ کی داستان میں جس عزیز کا ذکر ہے وہ اُس علاقے کا رئیس تھا اور صاحبِ اقتدار ہونے کی وجہ سے اُسے عزیز کہا جاتا تھا ورنہ مصر میں اُس دور میں فرعونوں میں سے کسی فرعون کی حکومت تھی)۔

الجزء 13

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْۗءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵۳

53-اور (یوسفؑ نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا! کہ) میں اپنے نفس کے پاک ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے نفس نے مجھے بُرائی کے لئے بار بار حکم کیا تھا یعنی بہت بہکایا تھا (مگر اس سے صرف وہی محفوظ رہ سکتا ہے) جس کی مدد و رہنمائی میرا پروردگار کرے اور اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ میرا رب حفاظت میں لے لینے والا اور سنورنے والوں کی بتدریج مدد و رہنمائی کرتے ہوئے اُنہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۝۵۴

54-اور رئیس نے (حقیقتِ حال سے باخبر ہونے کے بعد) کہا! یوسف کو میرے پاس لاؤ! میں اسے دوسروں سے ممتاز کر کے خاص اپنے لئے چن لینا چاہتا ہوں (یعنی وہ میرا مشیرِ خاص ہوگا)۔ چنانچہ جب (عزیز نے یوسفؑ سے) بات

چیت کی (تو اس کے اور جوہر بھی اس پر نمایاں ہو گئے) تو اس نے کہا! یقیناً آج تم (ہماری نگاہوں میں) بڑی عزت و تکریم والے قرار پا چکے ہو کیونکہ تمہاری امانت و دیانت پر پورا بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔

قَالَ اجۡعَلۡنِیۡ عَلٰی خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ ۚ اِنِّیۡ حَفِیۡظٌ عَلِیۡمٌ ﴿۵۵﴾

55-(یوسفؑ نے عزیز سے) کہا! کہ (ملکِ مصر کی خوشحالی کا راز اس کی زمین کے خزانوں میں چھپا ہوا ہے)۔تم زمین کے ان خزانوں کو میری تحویل میں دے دو۔ میں واقعی ان کی حفاظت کروں گا کیونکہ میں جانتا ہوں (کہ یہ کس طرح کیا جاتا ہے)۔

وَکَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوۡسُفَ فِی الۡاَرۡضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنۡهَا حَیۡثُ یَشَآءُ ؕ نُصِیۡبُ بِرَحۡمَتِنَا مَنۡ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۵۶﴾

56-اور اس طرح یوسف کو ہم نے سرزمینِ (مصر) میں صاحبِ اختیار بنا دیا۔(ایسا صاحبِ اختیار) کہ وہ (اس کے نظم ونسق کو) جس طرح چاہتا چلاتا۔ لہٰذا، ہم جسے چاہیں اسے کمال تک لے جانے والی اپنی مدد و رہنمائی سے نواز دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو کسی کی ضرورت کے پیشِ نظر اسے عدل سے بڑھ کر دیتے ہیں اور زندگی میں حسن وتوازن کے اضافے کے لئے تگ و دو کرتے رہتے ہیں تو ہم ان کا صلہ ضائع نہیں کرتے۔

وَلَاَجۡرُ الۡاٰخِرَةِ خَیۡرٌ لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ﴿۵۷﴾ ع 7 8 1

57-اور (اس طرح کی جدوجہد کے خوشگوار نتائج صرف اسی دنیا تک محدود نہیں رہتے بلکہ) ان کا معاوضہ آخرت کی زندگی میں بھی (مسلسل ساتھ جاتا ہے اور وہاں اس کی کیفیت اس دنیا کی) خوشگواریوں سے بھی زیادہ اچھی ہوتی ہے۔ مگر یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کرتے ہیں اور تباہ کن نتائج سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ کے احکام سے چمٹے رہتے ہیں (تو انہیں یہ سب کامرانیاں مل جاتی ہیں)۔

وَجَآءَ اِخۡوَةُ یُوۡسُفَ فَدَخَلُوۡا عَلَیۡهِ فَعَرَفَهُمۡ وَهُمۡ لَهٗ مُنۡکِرُوۡنَ ﴿۵۸﴾

58-بہرحال (اس واقعہ پر کئی سال گزر گئے۔ اس کے بعد ملک میں قحط پڑا تو دور ونزدیک کے لوگ غلہ لینے کے لئے وہاں آنے لگے جہاں یوسفؑ کو اختیار سونپا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں) یوسف کے بھائی بھی آئے۔ مگر یوسف نے انہیں پہچان لیا لیکن وہ اسے نہ پہچان سکے (اس لئے کہ یہ بات ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتی تھی کہ یوسفؑ اس مقام پر فائز ہو گا)۔

وَلَمَّا جَهَّزَهُمۡ بِجَهَازِهِمۡ قَالَ ائۡتُوۡنِیۡ بِاَخٍ لَّکُمۡ مِّنۡ اَبِیۡکُمۡ ۚ اَلَا تَرَوۡنَ اَنِّیۡۤ اُوۡفِی الۡکَیۡلَ وَاَنَا خَیۡرُ الۡمُنۡزِلِیۡنَ ﴿۵۹﴾

59-اور جب یوسف نے ان کے لئے سامان تیار کروادیا (یعنی غلہ وغیرہ لدوادیا تو جاتے وقت ان سے) کہا! کہ (اب کے جو آؤ) تو اپنے ساتھ اپنے اس بھائی کو بھی لیتے آنا (جس کے متعلق تم نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا ہے کہ وہ باپ کی طرف سے تمہارا بھائی ہے۔ تم نے دیکھ لیا ہے کہ (میں کوئی جابر حاکم نہیں جو کسی پر ظلم وزیادتی کروں)۔ میں ماپ تول بھی پورا دیتا ہوں اور باہر سے آنے والوں کی مہمان نوازی بھی کرتا ہوں (اس لئے تمہارے باپ کو، جس کے متعلق تم نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ وہ اس بیٹے کو باہر بھیجنے پر آمادہ نہیں ہوگا تو اسے یہاں بھیجنے میں کوئی خطرہ محسوس نہیں کرنا چاہیے)۔

فَاِنۡ لَّمۡ تَاۡتُوۡنِىۡ بِهٖ فَلَا كَيۡلَ لَـكُمۡ عِنۡدِىۡ وَلَا تَقۡرَبُوۡنِ ﴿۶۰﴾

60-بہر حال، اگر تم (آئندہ) اسے میرے پاس نہ لائے تو تمہارے لئے میرے پاس (غلہ کا) کوئی پیمانہ نہیں ہوگا (بلکہ بہتر ہوگا کہ) تم میرے پاس بھی نہ آؤ۔

قَالُوۡا سَنُرَاوِدُ عَنۡهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوۡنَ ﴿۶۱﴾

61-انہوں نے کہا! ہم اس کے بھیجنے کے بارے میں اپنے باپ سے ضرور تقاضا کریں گے اور ہم یقیناً ایسا کریں گے (کیونکہ ہم اپنے باپ سے اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کروانے کی کوشش کریں گے اور ہمیں یقین ہے کہ ہم کامیاب ہو جائیں گے)۔

وَقَالَ لِفِتۡيٰنِهِ اجۡعَلُوۡا بِضَاعَتَهُمۡ فِىۡ رِحَالِهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَعۡرِفُوۡنَهَاۤ اِذَا انْقَلَبُوۡۤا اِلٰٓى اَهۡلِهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۶۲﴾

62-چنانچہ یوسف نے اپنے آدمیوں سے کہا! کہ ان لوگوں کی رقم (جس کے عوض انہوں نے غلہ خریدا ہے، میری طرف سے) ان کی بوریوں میں اس طرح رکھ دو (کہ جب وہ گھر پہنچ کر اپنا سامان کھولیں تو یہ رقم ان کے سامنے آجائے اور) یہ پہچان لیں (کہ یہ انہی کی رقم ہے) اور اس طرح یہ ہوسکتا ہے کہ وہ دوبارا (غلہ) لینے کے لئے لوٹ آئیں۔

فَلَمَّا رَجَعُوۡۤا اِلٰٓى اَبِيۡهِمۡ قَالُوۡا يٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الۡكَيۡلُ فَاَرۡسِلۡ مَعَنَاۤ اَخَانَا نَكۡتَلۡ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰـفِظُوۡنَ ﴿۶۳﴾

63-چنانچہ جب وہ لوٹ کر اپنے باپ کے پاس آئے (تو انہوں نے دیگر واقعات بیان کرنے کے بعد) کہا! کہ اے باپ ہمارے! (آئندہ) ہم کو غلہ دینے سے انکار کر دیا گیا ہے (اس شرط کے ساتھ کہ ہم اپنے اس بھائی کو جو تمہارے پاس رہ گیا تھا وہاں لے کر جائیں گے تو غلہ ملے گا)۔ لہٰذا، آپ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجیے تا کہ ہم غلہ لے کر آئیں اور اس کی حفاظت کے ہم ذمہ دار ہیں۔

قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾

64-اس پر (یعقوبؑ نے) کہا! کہ کیا میں اس کے بارے میں بھی تم پر اسی طرح اعتبار کرلوں جس طرح اس سے پہلے اس کے بھائی (یوسفؑ) کے بارے میں تم پر اعتبار کیا تھا؟ (اس لئے میں اسے تمہاری حفاظت میں نہیں دے سکتا۔ یہ اللہ کی حفاظت میں رہے گا کیونکہ) اللہ سب سے بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحمت مہیا کرنے والا ہے۔

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾

65-پھر جب انہوں نے اپنا سامان کھولا (تو دیکھا کہ غلے کے ساتھ) ان کی رقم بھی واپس کردی گئی ہے۔ اس پر انہوں نے اپنے باپ سے کہا! کہ ہمیں اس (سے بڑھ کر اور) کیا چاہیے (کہ ہمیں غلہ بھی مل جائے اور) قیمت بھی لوٹا دی جائے۔ (اب آپ سوچیے کہ اگر ہم محض اس لئے غلہ لینے نہ جاسکے کہ آپ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ نہیں بھیجنا چاہتے تو اس سے کس قدر نقصان ہوگا؟ لہٰذا، ہمیں اجازت دیجیے کہ ہم اسے اپنے ساتھ لے جائیں اور) اپنے گھرانے کے لئے غلہ لے آئیں۔ ہم اس کی پوری پوری حفاظت کریں گے (اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ ہم اس کے حصے کا) ایک اونٹ کا بوجھ اور بھی لاسکیں گے (کیونکہ جو غلہ ہم پہلے لائے ہیں) وہ تھوڑی مقدار میں ہے۔

قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾

66-باپ نے کہا کہ (اب جو تم مجھے اس طرح مجبور کررہے ہو تو میں) اسے تمہارے ساتھ بھیج دیتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ تم اللہ کو درمیان میں رکھ کر میرے ساتھ اقرار کرو کہ تم اسے میرے پاس ضرور واپس لے آؤ گے سوائے اس کے کہ تم خود ہی کہیں گھیر لئے جاؤ (اور اس طرح بالکل ہی بے بس ہو جاؤ)۔ جب انہوں نے اس بات کا عہد (باپ کو) دے دیا تو اس نے کہا! (دیکھو) اللہ ہمارے اس قول کے اوپر وکیل ہے۔ (لہٰذا، اسے توڑنے کی کوشش مت کرنا)۔

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾

67-اور (جب وہ جانے لگے تو باپ) نے کہا! کہ اے میرے بیٹو! (جب تم اس شہر میں جاؤ تو سب کے سب) ایک ہی دروازے سے (شہر) میں داخل نہ ہونا، الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا (کیونکہ اجنبیوں کے جتھے پر شہر والوں کی

نظریں خواہ مخواہ اٹھ سکتی ہیں اور پھر چہ میگوئیاں ہو سکتی ہیں اور سازشیں ہو سکتی ہیں اور نقصان ہو سکتا ہے۔اس لئے میں یہ احتیاط کی خاطر کہہ رہا ہوں) مگر میں اللہ کی مرضی سے تم کو نہیں بچا سکتا کیونکہ اس کے سوا کسی کا حکم نہیں چلتا۔لہٰذا، میں (اپنے معاملات کی تگ ودو میں) اسی پر بھروسہ کرتا ہوں (اور میری نصیحت بھی یہی ہے کہ) بھروسہ کرنے والے (اپنے معاملات کی تگ ودو میں صرف) اسی پر بھروسہ کیا کریں۔

وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ ۖ مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۚ وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾

ع 8 11 2

68- چنانچہ (ان بھائیوں کا قافلہ اسی طرح شہر میں) داخل ہوا جس طرح باپ نے کہا تھا۔(لیکن یہ تدبیر اس واقعہ کو روک نہیں سکتی تھی جو اللہ کی مرضی سے پیش آنے والا تھا (اور جس کی رُو سے یوسفؑ کے سگے بھائی کو یہاں روک لیا جانا تھا اور یہ تدبیری احتیاط محض ایک) خیال کا نتیجہ تھی جو یعقوب کے دل (میں پیدا ہوا اور جس کی خلش کو اس نے اس طرح) دور کر لیا۔اور تحقیق کرنے والے جانتے ہیں (کہ یعقوبؑ نے جو اپنے بیٹوں کو احتیاط برتنے کی نصیحت کی تو یہ علم و دانش پر مبنی تھی کیونکہ) وہ صاحبِ علم تھا اور علم و فراست ہم نے اسے سکھا رکھی تھی۔مگر اکثر انسان (ہماری عطا کی گئی علم و بصیرت سے کام لینا) نہیں جانتے۔

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ ۖ قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٦٩﴾

69-اور جب یہ لوگ یوسف کے پاس پہنچے تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس ٹھہرا لیا اور اسے بتا دیا کہ حقیقت میں میں تمہارا بڑا بھائی (یوسفؑ) ہوں۔لہٰذا، اب تُو ان باتوں کا غم نہ کر جو یہ لوگ کرتے رہے ہیں۔

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ﴿٧٠﴾

70- پھر جب یوسف نے ان کا (واپسی) کا سامان تیار کرا دیا تو اس نے بھائی کے سامان میں شاہی پیالہ رکھ دیا۔(جب وہ سامان لے کر چل پڑے اور علم ہوا کہ شاہی کٹورا گم ہے تو شاہی کارندوں میں سے) ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا! کہ اے قافلے والو! (ٹھہر جاؤ یوں لگتا ہے کہ) تم لوگ واقعی چور ہو۔

قَالُوا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ ﴿٧١﴾

71-انہوں نے پلٹ کر پوچھا! تمہاری کیا چیز کھو گئی ہے (جو ہمیں اس طرح چور ٹھہرا رہے ہو)۔

قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ﴿٧٢﴾

72-انہوں نے کہا! کہ حاکم کا پیالہ گم ہو گیا ہے۔لیکن اگر کوئی شخص اسے ڈھونڈ نکالے گا تو اسے ایک اونٹ کے بوجھ کے

برابر (انعام میں غلہ دیا جائے گا اور ان کارندوں کے سردار نے یہ بھی کہا! کہ) اس کا میں ضامن ہوں (کہ یہ انعام ضرور ملے گا)۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ۝

73-(یوسفؑ کے بھائیوں نے) کہا! اللہ شاہد ہے اور تمہیں علم بھی ہو گیا ہوگا کہ ہم بلاشبہ اِس سرزمین میں اس لئے نہیں آئے تھے کہ کسی قسم کی شرارت اور بگاڑ پیدا کریں اور (تم جانتے ہو کہ ہم پہلے بھی آچکے ہیں اس لئے تمہیں یقین رکھنا چاہیے کہ) ہم چور نہیں ہیں۔

قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ۝

74-(شاہی کارندوں نے) کہا! کہ اگر تم جھوٹے نکلے تو اس کی کیا سزا ہونی چاہیے؟

قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ۝

75-انہوں نے کہا! (اس کی سزا؟) اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے سامان میں سے چیز نکلے (یعنی گم شدہ پیالہ نکلے) اسے ہی یہاں رکھ لیا جائے۔ کیونکہ ہم اپنے ہاں (ایسے) ظالموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاۗءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَاۗءِ اَخِيْهِ ۭ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ۭ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ۝

76-(تب یوسفؑ نے شاہی کارندوں کے ذریعے) اپنے بھائی سے پہلے ان کی بوریوں کی تلاشی لینی شروع کی۔ پھر اپنے بھائی کی بوری سے گم شدہ چیز یعنی شاہی پیالہ برآمد کر لیا۔ اس طرح ہم نے یوسف کی (آرزو) اپنی تدبیر سے پوری کر دی ورنہ اس کا یہ کام نہ تھا کہ (اس وقت رائج) بادشاہ کے نظامِ زندگی کے قانون کے مطابق بھائی کو پکڑ کر (یوں روک لیتا کیونکہ وہاں کے قانون میں اس طرح سے پیالہ ملنے پر کوئی اور سزا تھی جس میں وہ بھائی کو روک نہیں سکتا تھا اور یوسفؑ بھائیوں کے سامنے ابھی خود کو ظاہر بھی نہیں کرنا چاہتا تھا مگر یہ معاملہ جس حسن و خوبی سے طے ہوتا جا رہا تھا وہ انسانی علم سے تو ممکن نہیں تھا) سوائے یہ کہ اللہ ہی ایسا چاہے۔ اور ہم جس کو مناسب سمجھتے ہیں اس کے مرتبے بلند کر دیتے ہیں۔ اور (یاد رکھو کہ) ہر علم رکھنے والے کے اوپر ایک اور علم والا ہے۔

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ۝

77-(اس پر یوسفؑ کے بھائیوں) نے کہا! کہ اگر اس نے چوری کی ہے (تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ) حقیقت میں

اس کے ایک اور بھائی نے بھی اسی طرح پہلے چوری کی تھی۔ (اگرچہ یوسفؑ کے خلاف بھی ان کی طرف سے یہ ایک سنگین اور بالکل جھوٹا الزام تھا) مگر یوسف نے اسے اپنے دل میں رکھا اور حقیقت ان پر ظاہر نہ کی (اور صرف اتنا) کہا! کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس کا یقینی علم تو صرف اللہ کو ہے لیکن (اگر واقعہ یہی ہے جو تم بیان کر رہے ہو تو) تمہارا تعلق شریفوں کے علاقے سے نہیں لگتا ہے (اس لئے کہ تم سوتیلے ہی سہی، ہو تو انہی چوروں کے بھائی! خاندان تو تمہارا بھی وہی ہے)۔

قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٧٨﴾

78- انہوں نے (شرمندہ سا ہو کر) کہا! کہ اے عزیز! آپ تحقیق کر سکتے ہیں کہ اس کا باپ بہت بوڑھا ہے۔ آپ اس کی جگہ ہم میں سے کسی کو رکھ لیجیے اور اس کو جانے دیجیے۔ کیونکہ ہم یقیناً آپ کو ان میں سے دیکھتے ہیں جو کسی کی ضرورت کے مطابق اسے عدل سے بڑھ کر دیتے ہیں اور زندگی میں حسن و توازن پیدا کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿٧٩﴾ ع 9/11/3

79- (یوسفؑ نے) کہا! کہ معاذ اللہ! (بھلا یہ کیسے ممکن ہے) کہ ہم اس شخص کو تو چھوڑ دیں جس سے مال برآمد ہوا ہے اور اس کی جگہ ایک (بے گناہ) کو پکڑ لیں۔ اگر ہم ایسا کریں تو یقیناً اس وقت ہم ظالموں میں شمار ہو جائیں گے۔

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ۭ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿٨٠﴾

80- بہرحال جب وہ یوسف کی طرف سے مایوس ہو گئے (کہ وہ ان کی بات نہیں مانے گا) تو الگ بیٹھ کر مشورہ کرنے لگے۔ ان میں سے سب سے بڑے بھائی نے کہا! کہ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ نے تم سے (اس کے بارے میں) اللہ (کو درمیان رکھ کر) یقیناً ایک محکم عہد لیا تھا۔ اور اس سے پہلے تم یوسف کے معاملہ میں بھی بہت بڑی زیادتی کر چکے ہو۔ اس لئے میں تو ہرگز یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک کہ میرا باپ مجھے (وہاں آنے کی) اجازت نہ دے یا اللہ میرے لئے کوئی اور فیصلہ کر دے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿٨١﴾

81- تم باپ کے پاس لوٹ جاؤ اور اس سے کہو! کہ حقیقت یہ ہے کہ تمہارے (لاڈلے) بیٹے نے (پرائے ملک میں) چوری کی ہے۔ (ہم نے بے شک تم سے اس کی نگرانی اور حفاظت کا عہد کیا تھا لیکن) ہم انہی امور میں اس کی نگرانی کر سکتے تھے جو ہمارے علم میں واقع ہوتے۔ (لیکن جو باتیں اس نے) ہم سے چھپا کر کرنی شروع کر دیں تو ہم اس کی کیا

نگرانی کر سکتے تھے۔

وَاسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِیْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِیْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾

82-اور (اگر اعتبار نہ آئے تو) آپ ان بستی والوں سے پوچھ لیجیے کہ جہاں ہم تھے یا ان قافلہ والوں سے (دریافت کر لیجیے) جن کے ساتھ ہم آئے ہیں۔ بہر حال، تحقیق کر کے دیکھ لیں کہ ہم سچ کہتے ہیں (یا جھوٹ بولتے ہیں)۔

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِیْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾

83-(چنانچہ اس مشورہ کے بعد وہ باپ کے پاس پہنچے اور باپ نے جب سارا قصہ سنا تو اس نے) کہا! کہ یہ ساری بات تمہاری اپنی وضع کردہ ہے (ورنہ حقیقت کچھ اور ہے اور میں اس پر بھی وہی کہوں گا جو اس سے پہلے یوسفؑ کے معاملہ میں کہا تھا کہ میرے لئے) ثابت قدم رہنا ہی بہترین ہے (تا کہ گھر کا شیرازہ نہ بکھرنے دوں اور مجھے امید ہے کہ) اللہ ان سب کو جلد اکھٹا مجھ سے ملا دے گا کیونکہ اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ وہ سب کچھ جانتا ہے اور حالات و حقائق کی باریکیوں کے مطابق معاملات کو درست کر دینے والا ہے۔

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾

84-اور (یعقوبؑ نے) بیٹوں کی طرف سے رخ پھیر لیا اور (اس نئے زخم نے یوسفؑ کی یاد تازہ کر دی اور اس نے آہ بھرتے ہوئے) کہا! کہ آہ یوسف! (پھر وہ اس صدمہ سے بے قرار رہنے لگا) اور شدتِ غم سے اس کی آنکھیں (آنسوؤں سے ڈبڈبائی رہتی تھیں جس کی وجہ سے ان) میں سفیدی اُتر آئی۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾

85-بیٹوں نے کہا! کہ اللہ شاہد ہے کہ اس قدر (غم) سے یوسف کو یاد کیے جانا آپ کو بے حد کمزور کر دے گا یا (یہ غم) آپ کی جان لے کر چھوڑے گا۔

قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾

86-اس نے کہا! (اپنی ہمدردی اپنے پاس رکھو) میں اپنے غم اور بے قراری کا اظہار (کسی اور سے نہیں) صرف اللہ سے کرتا ہوں۔ اور میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (کیونکہ مجھے یقین ہے کہ ایک دن میرے بیٹے ضرور مجھے ملیں گے مگر میری اللہ سے التجا یہ ہے کہ مدت زیادہ طویل نہ ہو)۔

يٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾

87-لہٰذا، اے میرے بیٹو! تم (ایک بار پھر) جاؤ، یوسف کا (کچھ سراغ لگاؤ) اور اس کے بھائی کا کچھ حال احوال دریافت کرو۔ اس لئے اللہ کی مدد ورہنمائی سے مایوس ہونے کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ کی مدد و رہنمائی سے صرف وہ لوگ ناامید ہوتے ہیں جو نازل کردہ سچائیوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۝88

88-چنانچہ (وہ پھر مصر گئے اور یوسفؑ کے سامنے) حاضر ہو کر کہا! کہ اے عزیز! ہم پر اور ہمارے گھرانے پر بڑی سختی کے دن آ گئے ہیں (حالت یہ ہے کہ ہمارے پاس غلہ رہا ہے اور نہ ہی غلہ خریدنے کے لئے پوری رقم ہے۔ بس) یہ حقیر سی پونجی ہے جسے لے کر ہم آ گئے ہیں۔ (اسے قبول کر لیجیے۔ اور معاملہ خرید و فروخت کا نہ سمجھیے بلکہ) ہمیں بطورِ صدقہ پورا غلہ دے دیجیے اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ صدقہ کرنے والوں کو جزا دیتا ہے۔

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ۝89

89-(یہ سن کر یوسفؑ کا جی بھر آیا اور اب مزید دیر کرتے رہنے کی ضرورت نہ سمجھی اور ان سے) کہا! کیا تمہیں یاد ہے کہ تم نے اپنی جہالت سے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا؟

قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝90

90-(اب جو انہوں نے غور سے دیکھا تو بات سمجھ گئے اور بے ساختہ پکار اٹھے کہ) کیا تم واقعی یوسف ہو؟ اس نے کہا! ہاں میں یوسف ہوں! اور یہ ہے میرا بھائی۔ حقیقت میں اللہ کی ہم پر مہربانی ہے۔ لہٰذا، تم تحقیق کر کے دیکھ لو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ جو کوئی بُرے نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام سے چمٹا رہے اور (مصیبتوں اور مشکلات میں بھی) ڈٹا رہے تو پھر ہر تحقیق گواہی دے گی کہ اللہ ان لوگوں کے بہترین صلے ضائع نہیں کرتا جو کسی کی ضرورت کے مطابق عدل سے بڑھ کر دیتے ہیں اور زندگی میں حسن و توازن پیدا کرنے کی تگ و دو میں مصروف رہتے ہیں۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِــِٕيْنَ ۝91

91-انہوں نے کہا! قسم ہے اللہ کی! یقیناً اللہ نے تمہیں ہم پر (بڑی فضیلت) دی اور واقعی ہم بڑے خطا کار ہیں۔

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝92

92-یوسف نے کہا! اب میں تم پر کوئی سرزنش نہیں کرتا۔ (اور میری دُعا ہے کہ) اللہ تمہیں اپنی حفاظت میں لے لے

کیونکہ وہ رحم کرنے والوں میں سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۹۳

93-(بہر حال، اب تم یوں کرو کہ واپس گھر جاؤ اور) یہ میری قمیض اپنے ساتھ لے جاؤ (جو میرے منصب کی نشانی ہے)۔ جب تم اسے میرے باپ کے چہرے پر ڈالو گے تو انہیں دکھائی دینے لگے گا (اور جو کچھ تم کہو گے اس کا یقین کر لیں گے)۔ چنانچہ پھر تم تمام اہلِ خانہ کو لے کر یہاں آ جانا۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ۝۹۴

94-اور (جب یوسفؑ کے بھائیوں کا) قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا تو ان کے باپ (یعقوبؑ نے لوگوں سے) کہا! کہ اگر تم مجھے بہکا ہوا نہ کہو تو (میں بتاؤں تم کو کہ) مجھے واقعی یوسف کی مہک آ رہی ہے۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ۝۹۵

95-(سننے والوں) نے کہا! اللہ شاہد ہے تم واقعی ابھی تک اپنے پرانے خبط میں مبتلا ہو (کیونکہ یوسفؑ کا نام ونشان بھی گم ہو چکا ہے مگر تمہیں اس کی مہک آ رہی ہے)۔

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۹۶

96-چنانچہ جب (وہ قافلہ اپنے شہر پہنچا تو) خوشخبری دینے والے نے (یوسفؑ) کی قمیض کو اس (کے باپ یعقوبؑ) کے چہرے پر ڈال دیا اور اسے دکھائی دینے لگ گیا (تو اس نے لوگوں سے) کہا کہ میں تم سے نہیں کہا کرتا تھا کہ مجھے اللہ کی طرف سے وہ علم دیا گیا ہے جو تمہیں نہیں دیا گیا۔ (اور یوسفؑ کی ایک قمیض وہ تھی جس نے یعقوبؑ کی آنکھوں کے سامنے دنیا اندھیر کر دی تھی اور ایک قمیض یہ تھی جس سے اس کی آنکھوں کی دنیا روشن ہو گئی)۔

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِــِٕيْنَ ۝۹۷

97-انہوں نے کہا! اے ہمارے باپ! ہمارے لئے اللہ سے حفاظت طلب کیجئے کیونکہ ہم بڑے گنہگار اور واقعی خطا کار ہیں (کیونکہ ہم نے آپ کا بہت زیادہ دل دکھایا ہے)۔

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۹۸

98-یعقوب نے کہا! میں بہت جلد اپنے نشوونما دینے والے سے تمہارے لئے حفاظت کی التجا کروں گا کیونکہ اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ وہ حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی بتدریج مدد ورہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

فَلَمَّا دَخَلُوۡا عَلٰی یُوۡسُفَ اٰوٰۤی اِلَیۡہِ اَبَوَیۡہِ وَ قَالَ ادۡخُلُوۡا مِصۡرَ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیۡنَ ﴿۹۹﴾

99- پھر جب وہ یوسف کے پاس پہنچے تو اس نے اپنے والدین کو خاص اپنے پاس ٹھہرایا۔(اور باقی اہلِ خاندان) سے بھی کہا! کہ اب تم مصر میں انشااللہ اطمینان و آرام سے رہو گے۔

وَ رَفَعَ اَبَوَیۡہِ عَلَی الۡعَرۡشِ وَ خَرُّوۡا لَہٗ سُجَّدًا ۚ وَ قَالَ یٰۤاَبَتِ ہٰذَا تَاۡوِیۡلُ رُءۡیَایَ مِنۡ قَبۡلُ ۫ قَدۡ جَعَلَہَا رَبِّیۡ حَقًّا ؕ وَ قَدۡ اَحۡسَنَ بِیۡۤ اِذۡ اَخۡرَجَنِیۡ مِنَ السِّجۡنِ وَ جَآءَ بِکُمۡ مِّنَ الۡبَدۡوِ مِنۡۢ بَعۡدِ اَنۡ نَّزَغَ الشَّیۡطٰنُ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَ اِخۡوَتِیۡ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ لَطِیۡفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۱۰۰﴾

100- اور اس نے اپنے والدین کو (عزت و تکریم) کی بلند مسندوں پر بٹھایا (اور اس کے بھائیوں سمیت دیگر نے بھی یوسفؑ کی فضیلت کے سامنے) سرِ تسلیم خم کر دیا۔ (تب یوسفؑ نے) اپنے باپ سے کہا! کہ یہ ہے میرے پہلے والے خواب کی تعبیر جسے یقیناً میرے رب نے سچا کر دکھایا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے قید خانے سے نکال کر (اس مقامِ بلند تک پہنچا دیا) اور آپ لوگوں کو صحرا سے لا کر مجھ سے ملوایا حالانکہ شیطان میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان جھگڑا ڈال چکا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ میرا پروردگار اپنی مرضی ان طریقوں سے بھی پوری کرتا ہے (جن کو انسان محسوس ہی نہ کر سکتا ہو) کیونکہ یقیناً وہ لامحدود علم کا مالک ہے اور حالات و حقائق کی باریکیوں کے مطابق معاملات کو درست کر دینے والا ہے۔

رَبِّ قَدۡ اٰتَیۡتَنِیۡ مِنَ الۡمُلۡکِ وَ عَلَّمۡتَنِیۡ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۟ اَنۡتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ۚ تَوَفَّنِیۡ مُسۡلِمًا وَّ اَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ ﴿۱۰۱﴾

101- (یوسفؑ گزرے ہوئے جاں سوز حالات سے نکل کر موجودہ اطمینان بھرے حالات کے پیشِ نظر اللہ کا شکر کرتے ہوئے یوں عرض گزار ہوا کہ) اے میرے پروردگار! یقیناً تُو نے مجھے حکمرانی عطا کی اور مجھے معاملات (اور خوابوں) کی تہہ تک جانا سکھایا۔ اور اے آسمانوں و زمین یعنی ساری کائنات کو ظہور میں لانے والے، تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا ہے۔ اور میری زندگی کے دن یوں پورے کرنا کہ میں نے تیرے احکام و قوانین کے آگے سرِ تسلیم خم کئے رکھا ہو اور مجھے ان لوگوں کے ساتھ شامل کر لینا جو سنور نے سنوارنے کے لئے جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔

ذٰلِکَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَیۡبِ نُوۡحِیۡہِ اِلَیۡکَ ۚ وَ مَا کُنۡتَ لَدَیۡہِمۡ اِذۡ اَجۡمَعُوۡۤا اَمۡرَہُمۡ وَ ہُمۡ یَمۡکُرُوۡنَ ﴿۱۰۲﴾

102- (اے محمدؐ یہ وہ گزرے ہوئے واقعات ہیں) جن کی خبریں ہم تجھے وحی کے ذریعے عالمِ غیب سے عطا کرتے ہیں۔ (حالانکہ تم اس دوران یوسفؑ کے) پاس نہیں تھے جب وہ اپنی سازش پر متفق ہو گئے تھے اور وہ (یوسفؑ کے

خلاف) خفیہ تدبیریں کررہے تھے۔

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾

103-اور (اے رسولؐ! تم گزرے ہوئے واقعات کو ہماری وحی کی بناء پر ہو بہو بیان کردیتے ہو مگر اس کے باوجود) خواہ تم کتنا بھی چاہو اکثر انسان اسے تسلیم کرنے سے انکار کرتے رہیں گے۔

ع 11 11 5

وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٤﴾

104-حالانکہ تم ان سے (اس ضابطۂ ہدایت کی آگاہی کے) بدلہ پر کوئی صلہ بھی نہیں مانگتے ہو۔ (بہرحال، یاد رکھو کہ یہ (قرآن) عالمین کے لئے یعنی اقوامِ عالم کے لئے سبق آموز آگاہی ہے (مگر جس کا جی چاہے کفر کا راستہ اختیار کرلے اور جس کا جی چاہے ایمان اختیار کرلے، 18/29)۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿١٠٥﴾

105-لہٰذا (اے رسولؐ تم غمگین نہ ہوا کرو۔ اس روشن پیغام کو اگر ایک نہیں مانے گا تو دوسرا تسلیم کرلے گا۔ کیونکہ انسانوں کی جہالت کی حالت تو یہ ہے کہ) آسمانوں اور زمین میں یعنی ساری کائنات میں ہم نے کتنے ہی راز ظاہر کر رکھے ہیں مگر وہ ان سے منہ پھیر کر گزر جاتے ہیں یعنی ان پر توجہ نہیں دیتے اور نہ غور و فکر کرتے ہیں۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿١٠٦﴾

106-اور ان میں سے اکثر اللہ پر ایمان ہی نہیں لاتے کیونکہ وہ مشرک ہیں (اور اللہ کے علاوہ یہ اللہ کے ساتھ دوسروں کی پرستش و اطاعت بھی کرتے رہتے ہیں)۔

اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٠٧﴾

107-(مگر) کیا یہ اس سے بالکل مطمئن ہو چکے ہیں کہ اللہ کی طرف سے ان پر کوئی ایسی تباہی نہیں آئے گی جو ان پر ہر طرف سے چھا جائے! یا ان کے پاس یوں اچانک قیامت آجائے کہ انہیں ان کا شعور تک نہ ہو۔

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٨﴾

108-ان سے کہو! کہ میری راہ (تو بالکل صاف اور سیدھی ہے اور وہ یہ ہے کہ) میں تمہیں غور و فکر کی بنیاد پر اللہ کی طرف (آجانے کی) دعوت دیتا ہوں۔ میں بھی ایسا کرتا ہوں اور جو میری اطاعت کریں گے، وہ بھی ایسا ہی کریں گے۔ (اور میں تمہیں آگاہی دیتا ہوں کہ) اللہ اس سے بہت بلند ہے کہ (اسے کائنات کے چلانے کے لئے اور تم پر اختیار رکھنے کے لئے اور کچھ سننے اور جاننے کے لئے اور قوتوں کی بھی ضرورت ہو۔ اس لئے) میں ان میں سے نہیں ہوں جو اللہ پر بھروسہ

کم کر کے اس کے اختیارات میں اور قوتوں کو بھی شریک کر لیتے ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۰۹

109-اور (یہ جوان کا اعتراض ہے کہ انہی میں سے ایک انسان کس طرح رسولؑ ہوسکتا ہے تو ان سے کہو کہ) مجھ سے پہلے اللہ نے جو رسول بھیجے تھے وہ آدمی ہی تھے اور انہی بستیوں میں رہنے والوں میں سے تھے۔ اور انہی کی طرف ہم وحی بھیجتے رہے ہیں۔ (اس قسم کے اعتراضات کرنے والے) کیا زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں جو دیکھ لیتے کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا جو پہلے ان سے ہو گزرے ہیں (اور آخرت کو بھول کر صرف اس دنیا میں کھو کر رہ گئے تھے)۔ آخرت کا مقام ان لوگوں کے لئے جو خوفناک نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام سے چمٹے رہتے ہیں اس قدر حسین اور سرفرازیاں دینے والا ہے (جو ان کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا)۔ لیکن کیا تم بالکل ہی عقل استعمال نہیں کرتے (کہ اس پر یقین کر کے اس کے مطابق عمل کر سکو)۔

حَتّٰٓي اِذَا اسْتَيْــــَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَاۗءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَاۗءُ ۭ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۱۰

110-(لیکن حق اور باطل کی کشمکش کا فیصلہ اِک دم نہیں ہو جاتا اور بعض اوقات یہ عرصہ اتنا طویل ہو جاتا تھا کہ) جب رسول ناامید ہو جاتے تھے اور لوگ بھی یہ سمجھنے لگ جاتے تھے کہ یقیناً ان کے ساتھ جھوٹ بولا گیا تھا (کہ اللہ کے احکام و قوانین سے سرکشی کرتے رہنے کی وجہ سے تباہی آئے گی مگر پھر جب اچانک ہمارا عذاب انہیں اپنی گرفت میں لے لیتا تو) ہماری مدد (رسولوں) کو پہنچ جاتی (اور جب ایسا موقع آجاتا ہے تو ہمارا طریقہ یہ ہے) کہ ہم جسے مناسب سمجھتے ہیں بچا لیتے ہیں مگر جو مجرموں کی قوم ہوتی ہے اس پر سے ہمارا عذاب ٹالا نہیں جا سکتا۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۱۱۱ۧ

ع 12 7 6

111-(لہٰذا اے نوعِ انساں) تم تحقیق کر کے دیکھ لو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ یہ جو گزرے واقعات بتائے جا رہے ہیں ان میں عقل و ہوش رکھنے والوں کے لئے بہت سے سبق ہیں۔ اور یہ (قرآن) من گھڑت نہیں ہے بلکہ یہ ان تمام دعووں کو سچ کر دکھائے گا جن کی اس سے پہلے (رسولوں کی وساطت سے نوع انساں کو) آگاہی دی گئی۔ اور اس میں ہر شے کو کھول کر بیان کر دیا گیا ہے اور یہ درست و روشن راہ کی جانب رہنمائی کرنے والا ہے اور یہ اسے تسلیم کر لینے والی قوم کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے اسے اس کے کمال تک لے جانے والا ہے۔